زمانۂ نزول:

1۔ سورت ﴿الشُّعَرَاء﴾ رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی جب عربی قرآن پر شک کے ساتھ اعتراض کیا جا رہا تھا اور رسول ﷺ پر ﴿مَجْنُون﴾ کا الزام عائد کیا گیا اور جب قریشی قیادت کو چھ (6) قوموں (قومِ نوحؑ، عاد، ثمود، اقوام لوطؑ و شعیبؑ و موسیٰؑ) کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

2۔ آیت 214 ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ اعلانِ عام سے ذرا پہلے 4 نبوی میں نازل ہوئی، جس کے بعد آپ ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر بانگِ دہل دعوتِ توحید دی۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب سورة الشعراء، حدیث 4,492)

سورۃ الشُّعَرَاء کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿الفرقان﴾ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے عقلی ، آفاقی اور انفسی دلائل تھے، اعتراضات اور الزامات کا مسکت جواب دیا گیا تھا۔

2۔ یہاں سورۃ ﴿الشُّعراء﴾ میں اللہ تعالیٰ کے دو (2) صفاتی نام ﴿عزیز﴾ اور ﴿رحیم﴾ سے توحیدِ اختیار کے تاریخی دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

3۔ اگلی تین (3) سورتوں ﴿سورۃ الشعراء، سورۃ النمل اور سورۃ القصص﴾ میں دو (2) باتیں مشترک ہیں۔

(a) تینوں سورتوں میں حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی کشمکش کی سچی داستان سنا کر، قریش کی طاغوتی قیادت کو فرعونی رویے ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(b) تینوں سورتوں میں قریش کی طاغوتی قیادت کو، مختلف قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ، مضامین اور آیاتِ ترجیع:

1- سورۃ الشعراء میں ﴿اَلَا یَتَّقُوْنَ ؟﴾ کیا یہ لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ اور ﴿اَلَا تَتَّقُوْنَ ؟﴾ کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ کے الفاظ کئی مرتبہ استعمال کیے گئے ہیں۔ ﴿تقویٰ﴾ کا بنیادی مطلب بچنا ہے۔ حرام سے بچنا، منکرات سے بچنا، اللہ کے غضب سے بچنا اور برائیوں کے دنیوی اور اُخروی برے انجام سے بچنا ہے۔

(a) ﴿حضرت نوحؑ کی دعوت تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُوْن ؟ (آیت 106) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ یہاں قومِ نوحؑ اور اُن کے سرداروں کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ پانچ بتوں کی پرستش کے شرک سے بچیں۔ حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکیوں سے باز رہیں عام انسانوں کو گھٹیا ﴿اَرَاذِل﴾ سمجھنے سے بچیں۔ نبی کی رسالت کے انکار سے بچیں ، تا کہ اِس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اُخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(b) ﴿حضرت ھودؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُوْن ؟ (آیت:124) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے؟ یہاں قومِ عاد اور اُن کے سرداروں کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ شرک سے بچیں، آباء پرستی سے بچیں۔ اِنکارِ قیامت کے عقیدے سے توبہ کرلیں۔ اپنے پیغمبر حضرت ھودؑ کو جھوٹا اور بیوقوف کہنے سے بچیں۔ ﴿استکبار فی الارض﴾ سے بچیں اور ﴿مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ کا نعرہ لگانا چھوڑ دیں۔ جبّاری اور کفر وعناد کو ترک کردیں۔

دوسری قوموں پر ﴿جبّار﴾ بن کر حملہ آور نہ ہوں ، تاکہ اِس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اُخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(c) ﴿حضرت صالح ؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُوْن ؟ (آیت:142) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں قومِ ثمود کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ اللہ کی اونٹنی کو ہلاک کرنے سے بچیں، قیامت کے انکار سے بچیں، آباء پرستی اور شرک سے بچیں، اپنے نو (9) فسادی لیڈروں کی پیروی سے بچیں، جو بہت متکبر ، سرکش اور طاغی تھے۔اپنے رسول صالح ؑ کو ﴿مَسْحُور﴾ کہنے سے بچیں، حضرت صالح ؑ اور اُن کے گھر والوں پر شب خون مارنے کے ارادے سے باز رہیں اور اُن پر ایمان لے آئیں، تاکہ اِس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اُخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(d) ﴿حضرت لوط ؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُوْن ؟ (آیت:161) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں قومِ لوط ؑ اور اُن کے سرداروں کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ فساد، بدفعلی، بدعملی، سرکشی، ڈاکہ زنی، شہوانیت اور ہم جنس پرستی (Homosexuality) سے بچیں اور پیغمبروں کی تکذیب سے بچیں، تاکہ اِس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اُخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(e) ﴿حضرت شعیب ؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا تَتَّقُوْن ؟ (آیت:177) کیا تم لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں قومِ شعیب ؑ اور اُن کے سرداروں کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ شرک، ناپ تول میں کمی، ڈاکہ زنی ، فساد اور رزقِ حرام سے بچیں، تاکہ اِس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اُخروی عذاب سے بچ سکیں۔

(f) ﴿حضرت موسیٰ ؑ کی دعوتِ تقویٰ﴾

اَلَا يَتَّقُوْن ؟ (آیت 11) کیا یہ لوگ تقویٰ اختیار کرنا نہیں چاہتے ؟ یعنی کیا یہ لوگ بچنا نہیں چاہتے ؟ یہاں فرعون اور اُس کی فوجی حکومت کو دعوتِ تقویٰ ہے کہ وہ ظلم وستم کرنے سے بچیں۔ نسل پرستی کی بنیاد پر، بنی اسرائیل کے قتل سے بچیں۔ ﴿عُلُوّ فِی الارض﴾ اور ﴿فساد﴾ سے بچیں، تاکہ اِس تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اُخروی عذاب سے بچ سکیں۔

2- سورت ﴿الشُّعَرَاء﴾ میں بعض آیاتِ ترجیع آئی ہیں، جو بار بار دہرائی گئی ہیں۔: ﴿اَلَا تَتَّقُوْن o اِنِّی لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْن o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْن o مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾۔(آیات:109 ، 127 ، 145 ، 164 ، 180)۔

ان آیاتِ ترجیع سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) تمام چھ (6) انبیاء نے ﴿ تقوٰی ﴾ کی دعوت دی، یعنی انہیں شرک و بدعات اور اپنے اپنے دور کے فتنوں سے بچنے کی دعوت دی۔

(b) تمام چھ (6) انبیاء نے اعلان کیا کہ وہ نہ صرف اللہ کے پیغام بر ہیں، بلکہ امین بھی ہیں، یعنی دیانت دار ہیں۔

(c) تمام چھ (6) انبیاء نے ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ یعنی ﴿ اُعْبُدُوا اللّٰهَ ﴾ اللہ کی عبادت کرو، کی دعوت دی اور ﴿ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ کی دعوت دی، یعنی میری اطاعت کرو، (میں رسولِ وقت ہوں)۔

(d) تمام چھ (6) انبیاء نے اپنی اپنی قوم پر واضح کر دیا کہ وہ قوم سے پیسہ نہیں مانگتے۔ چندہ طلب نہیں کرتے۔ وہ قوم کو دینے کے لیے آتے ہیں اور قوم سے لینے کے لیے نہیں آتے۔ پیغمبر اللہ کے لیے کام کرتے ہیں اور اللہ ہی سے اجر کے طالب ہوتے ہیں۔ وہ اخلاص کے ساتھ دین کی دعوت دیتے ہیں۔

3- ﴿ ربُّ العَالَمِين ﴾

(آیات: 16، 23، 47، 77، 98، 109، 127، 145، 164، 180، 192)

اس سورت میں ﴿ رَبُّ الْعَالَمِيْن ﴾ (یعنی تمام عالموں کا ربّ) کا لفظ کئی بار استعمال ہوا ہے۔ ربّ کے پانچ (5) مفہوم ہیں۔

(a) پرورش کرنے والا، نشوونما دینے والا بڑھانے والا۔ (b) دیکھ بھال اور خبر گیری کرنے والا۔

(c) مالک اور آقا۔ (d) مرکزی حیثیت رکھنے والا، جمع کرنے والا، سمیٹنے والا۔ (e) سردار، صاحب اقتدار، غلبہ رکھنے والا، صاحب تصرف، اختیارات رکھنے والا۔

لفظ ﴿ ربُّ العَالَمِين ﴾ کی اس تکرار سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) تمام انبیاء اور رسول سب سے پہلے توحید ربوبیت کی طرف متوجہ کرتے ہیں، توحید ربوبیت سے ہی توحید الوہیت کا سراغ ملتا ہے۔

(b) مشرکینِ مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے، لیکن الوہیت اور عبادت کے علاوہ، اللہ تعالیٰ کی تحکیم اور تشریع میں شرک کیا کرتے تھے۔

4- سورت الشُّعراء میں نو (9) مرتبہ نو (9) رسولوں کے سچے واقعات بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی بطور ترجیع آئی ہے، جو بار بار دہرائی گئی ہے۔ ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

(آیات 9، 68، 104، 122، 140، 159، 175، 191، 217)

اس آیتِ ترجیع سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) تمام نو (9) انبیاء کے سچے واقعات میں ﴿ اٰيَةً ﴾ ہے یعنی دلائلِ قدرت ہیں، دلائلِ جزا و سزا ہیں، اللہ

تعالیٰ رسولوں کی نافرمانی کرنے والی قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے اور رسول اور اُن کے ساتھیوں کو بچالیتا ہے۔

(b) ﴿ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت دل لوگ تاریخ کے سچے واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ایمان نہیں لاتے۔

5- سورۃُ الشُّعَرَاء میں نو(9) مرتبہ نو(9) رسولوں کے سچے واقعات بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی بطورِ ترجیع آئی ہے، جو بار بار دہرائی گئی ہے۔ ﴿ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴾

(آیات 9، 68، 104، 122، 140، 159، 175، 191 اور 217)

اس آیتِ ترجیع سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(a) پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو ﴿ ربّ ﴾ ہے، وہی کافروں کے لیے ﴿ عَزِيز ﴾ بھی ہے اور مومنوں کے لیے ﴿ رَحِیم ﴾ بھی ہے۔

(b) ہر پیغمبر نے اللہ کی صفات کے ذریعے، اللہ کا تعارف کرایا۔

(c) ہر قوم کی تاریخِ ہلاکت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پالنے والا ﴿ ربّ ﴾، انسانوں کی دیکھ بھال (Monitor) بھی کررہا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ انسانوں میں سے کون شکر گزار ہے اور کون ناشکرا ہے؟

(d) ہر قوم کی تاریخِ ہلاکت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پالنے والا ﴿ ربّ ﴾، ناشکرے اور فسادی انسانوں کے لیے ﴿ عزیز ﴾ ہوتا ہے۔ انہیں دنیا میں سزا سے دوچار کرتا ہے۔ یہی تاریخ کا سبق ہے اور اُنہیں آخرت میں بھی سزا سے دوچار کرے گا۔

(e) ہر قوم کی تاریخِ ہلاکت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پالنے والا ﴿ ربّ ﴾، ﴿ رَحِیم ﴾ کی صفت بھی رکھتا ہے۔ وہ اپنے شکر گزار بندوں کو دنیاوی اور اُخروی عذاب سے بچالیتا ہے۔

5- سورۃ الشعراء میں، جادوگروں نے اپنی طلسماتی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکنے سے پہلے ﴿ بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ ﴾ فرعون کی عزت واقتدار کی قسم یعنی فرعون کی طاقت، عزیزیت، آمریت، غلبہ اور اقتدار کی قسم کا نعرہ لگایا۔ (آیت:44) یہی جادوگر بعد میں سچے اور پکے مسلمان بن گئے، بلکہ ہر قسم کی آزمائش کے لیے تیار ہوگئے وہ فرعون کی ﴿ عزیزیت ﴾ کے بجائے، اللہ تعالیٰ کو ﴿ عزیز ﴾ مان کر، اُس کی ﴿ عزیزیت ﴾ کے قائل ہوگئے

6- ﴿ تکذیب ﴾: سورۃ الشُّعَرَاء میں، ماضی کی مختلف قوموں کی تکذیب اور اُن کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

(a) قومِ نوحؑ نے بھی رسولوں کی ﴿ تکذیب ﴾ کی۔ یعنی رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴾ (آیت:105)

(b) قومِ عاد نے بھی رسول کی ﴿ تکذیب ﴾ کی۔

﴿كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ﴾ (آیت:123)

(c) قوم ثمود نے بھی رسولوں کی ﴿تکذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (آیت:141)

(d) قوم لوطؑ نے بھی رسولوں کی ﴿تکذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ﴾ (آیت:160)

(e) اصحاب الایکہ یعنی قوم شعیبؑ نے بھی رسولوں کی ﴿تکذیب﴾ کی۔

﴿كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (آیت:176)

(f) قریش نے آخری رسول محمد ﷺ کی ﴿تکذیب﴾ کی اور اُن کا مذاق اُڑایا۔

﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (آیت: 6)

سورۃ الشُّعَرَاء کا نظمِ جلی

سورۃ الشُّعَرَاء دس (10) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6: پہلا تمہیدی پیراگراف دلائلِ ربوبیت اور تعارفِ قرآن پر مشتمل ہے ، آخری حصہ بھی تعارفِ قرآن پر مشتمل ہے۔

محمد ﷺ کی دردمندی کا ذکر کیا گیا کہ اگر یہ مشرکین ایمان نہ لائیں تو کیا آپ اپنی جان کھودیں گے؟ (آیت 3)

رسول اللہ ﷺ کی تکذیب اور آپ ﷺ کے استہزا پر قریش کو دھمکی دی گئی۔

﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (آیت: 6)

2- آیات 7 تا 9: دوسرا پیراگراف اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفات، ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ کے ارضی دلائل پر مشتمل ہے۔

انسان کو دعوتِ فکر دی گئی ہے کہ وہ زمین پر غور کرے۔ زمین انسان کو نباتات کے ذریعے طرح طرح کی سبزیاں اور پھل فراہم کرتی ہے اور یہی زمین انسان کی قبر بن جاتی ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ﴿صفتِ عزیزیت﴾ اور ﴿صفتِ رحیمیت﴾ کے دلائل فراہم کر رہی ہے۔

3- آیات 10 تا 68: تیسرا پیراگراف، قصہ موسیٰؑ و فرعون کے تاریخی دلائل پر مشتمل ہے۔

فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ کی ﴿عزیزیت﴾ کا تاریخی ثبوت فراہم کیا گیا اور حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کی نجات سے اللہ تعالیٰ کی ﴿رحیمیت﴾ ثابت ہوگئی۔

اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جا کر کہہ دینا کہ ہم دونوں اللہ رب العالمین

کے پیامبر ہیں۔﴿ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (آیت:16)

فرعون نے پوچھا: ربّ العالمین کیا ہوتا ہے؟﴿ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (آیت:23)

حضرت موسیٰؑ نے اپنی تقریر جاری رکھی، لیکن فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کہ جو رسول تم لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے وہ تو پاگل ﴿مجنون﴾ ہے۔

﴿ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ (آیت:27)

فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو دھمکی دی کہ اگر میرے سوا کسی کو ﴿اِلٰہ﴾ بناؤ گے تو میں تمہیں جیل بھجوا دوں گا۔

﴿ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴾ (آیت:29)

فرعون نے درباریوں کو اپنی رائے دی کہ یہ ایک بڑا ماہر جادوگر ہے۔

﴿ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴾ (آیت: 34)

یہ تم لوگوں کو اپنے جادو کے زور سے تمہاری سرزمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے ؟

﴿ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴾ (آیت: 35)

فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے مقابلے کے لیے سارے شہروں سے جادوگر بلوائے۔ ایک دن مقرر ہوا۔ جادوگروں نے انعام کی ضمانت مانگی۔ فرعون نے نہ صرف انعام کی ضمانت دی بلکہ یہ بھی کہا کہ میں دربار میں تمہیں ﴿مقرب﴾ بنا کر رکھوں گا۔﴿ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴾ (آیت: 42)

جادوگروں نے فرعون کے اقتدار و عزت کی قسم کھا کر اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اور کہا کہ ہم غالب رہیں گے۔

﴿ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ (آیت:44)

لیکن حضرت موسیٰؑ کا عصا سانپ بن گیا اور ان کے سانپوں کو نگل گیا۔ فرعون کے بلائے ہوئے جادوگر مسلمان ہو گئے۔

﴿ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ ﴾

فرعون غضب ناک ہوا اور کہنے لگا: میری اجازت کے بغیر تم کس طرح ایمان لے آئے؟

﴿ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ﴾ وہ Freedom of Faith کا قائل نہ تھا۔

پھر فرعون نے دھمکی دی کہ یہ تم جادوگروں کی باہمی سازش تھی۔ تمہارے بڑے جادوگر موسیٰؑ نے تمہیں یہ جادو سکھایا ہے۔

﴿ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ﴾

میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کٹواؤں گا۔

﴿ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾

اور تم سب کو پھانسی پر لٹکاؤں گا۔

جادوگروں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے: کوئی مسئلہ نہیں ! ہمیں اپنے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

﴿قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ﴾ (آیت:47 تا 50)۔

4- آیات 69 تا 104: چوتھے پیراگراف میں قصہ ابراہیمؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفاتِ ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے مباحثہ کیا اور پوچھا کیا پوجتے ہو؟ مورتیاں؟ سوال کیا، کیا یہ مورتیاں کان رکھتی ہیں؟ کیا نفع ونقصان کی قدرت رکھتی ہیں؟ (آیت 69-73)

جواب ملا: نہیں! لیکن باپ دادا کو اسی طرح پایا ہے۔

﴿قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ﴾ (آیت:74)۔

حضرت ابراہیمؑ نے ان بتوں کو اپنا 'دشمن' قرار دیا ﴿فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آیت:77)۔

اللہ تعالیٰ کی صفات گنوائیں۔ میرا رب، خالق وہادی ہے، مطعم ہے، ساقی ہے، شافی ہے، شفا دیتا ہے۔

﴿مُحیِي﴾ اور ﴿مُمِیت﴾ ہے۔ اسی سے قیامت کے دن خطاؤں کی معافی کی امید رکھتا ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی: مجھے حکم عطا کر! اور صالحین کے ساتھ ملا دے!

بعد والوں میں سچی ناموری عطا کر! جنت کا وارث بنا! میرے والد کو معاف کر دے۔

﴿وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ﴾ وہ گمراہ ہیں۔ قیامت کے دن رسوا نہ کرنا!

قیامت کے دن مال اور اولاد کام نہیں آئیں گے۔ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ﴾ (آیت: 88)

قیامت کے دن عقیدۂ توحید پر یکسو رہنے والا ﴿قَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ ہی کام آئے گا۔

﴿اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ (آیت:89)

اُس دن، جنت متقین کے قریب ہوگی اور دوزخ ﴿غاوین﴾ یعنی بہکے ہوؤں کے لیے کھول دی جائے گی۔

5- آیات 105 تا 122: پانچویں پیراگراف میں قصہ نوحؑ بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفاتِ ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قومِ نوحؑ مشرک تھی۔ پانچ (5) بتوں کی پوجا کیا کرتی تھی۔ سیاسی طور پر بڑی بااثر تھی۔

اُس نے حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔

﴿قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ﴾ (آیت:116)

اللہ نے حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کر کے نجات دی۔ یہ اللہ کی ﴿رحیمیت﴾ تھی۔

﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ (آیت:119)

اور بقیہ تمام کافروں کو غرق کر دیا۔

﴿ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ﴾ (آیت:120)۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ ﴿عزیز﴾ ہے۔

6- آیات 123 تا 140 : چھٹے پیراگراف میں قصہ قوم عاد اور حضرت ہود بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفاتِ ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم عاد بدعمل تھی۔ حضرت صالح کی تکذیب کی ،یعنی اُن کی تعلیمات کو جھٹلایا، چنانچہ ہلاک کی گئی۔

﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ﴾ (آیت:139)

7- آیات 141 تا 159: ساتویں پیراگراف میں قصہ قوم ثمود اور حضرت صالح بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفاتِ ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم ثمود کے لیڈر ﴿مُسرِف﴾ تھے۔ اختیارات میں حدود سے تجاوز کیا کرتے تھے۔(Abuse of Power)

حضرت صالح نے انہیں ان مفسد لیڈروں کی پیروی سے روکا۔

﴿وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ﴾۔ لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ چنانچہ ہلاک کی گئی۔

8- آیات 160 تا 175: آٹھویں پیراگراف میں قصہ قوم لوط بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفاتِ ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم لوطؑ نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے نجات دی، بجز بڑھیا بیوی کے ،لیکن ﴿مُنذَرین﴾ یعنی جن کو پہلے سے خبردار کر دیا گیا تھا ،انہیں ہلاک کیا گیا تھا، اُن پر بُری بارش برسائی گئی۔

9- آیات 176 تا 191: نویں پیراگراف میں قصہ قوم شعیبؑ (اَصحابُ الایکہ) بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی دو (2) صفاتِ ﴿عزیزیت﴾ اور ﴿رحیمیت﴾ ثابت کی گئیں۔

قوم شعیبؑ نے اپنے نبی پر الزام لگایا کہ یہ سحرزدہ اور آسیب زدہ ہیں۔ ﴿قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ﴾

ان پر اعتراض تھا کہ یہ محض ہماری طرح کے بشر ہیں، رسول نہیں، بلکہ جھوٹے ہیں۔

﴿وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (آیت:186)

اس قوم کو بھی ہلاک کیا گیا۔

10- آیات 192 تا 227: دسواں اور آخری پیراگراف اختتامیہ ہے۔ اس میں پہلے پیراگراف کی طرح قرآن کا مزید تعارف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ہدایات اور تسلی دی گئی اور قریشِ مکہ کو پچھلی قوموں کی طرح کے عذاب کی دھمکی دی گئی۔

(1) یہ (قرآن) ﴿ربُّ العالمین﴾ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

روح الامین اسے لے کر آئے ہیں ﴿ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴾ (آیت:193)۔

وہی ﴿رَبُّ العَالَمین﴾ ہے، جو﴿عزیز﴾ ہے، جس نے ماضی میں کئی ناشکری قوموں کو ہلاک کیا،

وہی ﴿رَبُّ العَالَمین ﴾ ہے، جو﴿رحیم ﴾بھی ہے، جس نے اپنے پیغمبروں اوران پر ایمان لانے والے شکر گزار بندوں کو بچالیا۔

(2) یہ قرآن کوئی شیطانی کلام نہیں ہے۔﴿ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴾ (آیت:210)۔رسول اللہ ﷺ جیسی شخصیت پر کیسے اُتر سکتے ہیں؟ ﴿هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴾ (آیت: 221) شیاطین تو صرف ﴿ اَفَّاكٍ ﴾ جعل سازوں اور﴿ اَثِيْمٍ ﴾ بدکار لوگوں پر صرف اُترتے ہیں۔

(3) یہ قرآن شاعری بھی نہیں ہے، شاعر لوگ تو ہر وادی میں بھٹکتے ہیں، وہ کہتے ہیں، جو کرتے نہیں ﴿ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴾۔(آیت:226) رسول اللہ ﷺ جیسی شخصیت شاعر کیسے ہوسکتی ہے؟ وہ تو ﴿مُنذِر ﴾ ہیں، یعنی خبردار کرنے والے ہیں۔لہٰذا جلد سے جلد ایمان لے آؤ۔

(4) رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو خبردار کریں، ایمان لانے والوں پر شفقت کریں اوراللہ ہی پر توکل کریں، جو﴿عزیز ﴾ اور ﴿رحیم ﴾ بھی ہے۔(آیت:214)

(5) ہلاکتِ اقوام کا ایک اصول بیان کیا گیا کہ﴿مُنذِر ﴾خبردار کرنے والے رسولوں کی بعثت کے بغیر، قومیں ہلاک نہیں کی جاتیں۔﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴾ (آیت:208)۔

﴿مُنذِرین ﴾یعنی ڈرانے والے رسولوں کی بعثت کے بغیر، ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی۔"

(6) محمد ﷺ کو توحیدِ دعا اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔دُعا میں شرک کرنے والے اللہ کے عذاب کے مستحق ہوجاتے ہیں۔

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴾ (آیت:213)

تمام انبیاء نے ﴿اللّٰہ ربُّ العَالَمین ﴾ کی عبادت اور اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ارضی اور تاریخی دلائل کی روشنی میں،اللہ کو ﴿عزیز﴾اور ﴿رحیم﴾ تسلیم کرکے،لوگوں کو قرآن کی دعوتِ جزا وسزا پر ایمان لانا چاہیے۔